فکر اقبال میں "حیا" کا تصور: ایک تحقیقی جائزہ

An analysis of Modesty in the light of Iqbal's Thought

Dr. Nasurullah Qureshi
Assistant Professor
Department of Islamic Studies
Bahria University Karachi Campus

Dr.Muhsin Ramazan İşsever
Istanbul University, Faculty of Letters, Urdu Department.
muhsinissever89@gmail.com

Abstract

In the philosophy of Allama Iqbal, modesty (حیا) holds a significant place. Iqbal, a renowned philosopher, poet, and politician from the Sub-continent, emphasized the importance of different characteristics of a person i.e. honesty, brevity, custodianship, and leadership. According to his viewpoint, modesty has a fundamental status in the development of the individual and society. For Iqbal, modesty was not just about shyness or humility in behavior, but it was a deeper concept internally connected with self-respect, dignity, and moral integrity. He believed that modesty was essential for the spiritual growth of an individual.

Iqbal argued that true modesty can protect a person from negative behavior and ultimately society. It develops a sense of self-awareness and a recognition of good and evil. This sensor can protect from evil and motivate towards good deeds. However, it also involves a firm belief in one's capabilities and growth potential. Modesty, in his philosophy, was not about self-deprecation but about acknowledging the divine potential within oneself while remaining humble before the Creator .Furthermore, He believed that a modest person would naturally respect the dignity and rights of others, leading to harmonious social relationships and collective progress.

In summary, in the philosophy of Allama Iqbal, modesty is a comprehensive concept that incorporates humility, self-awareness, moral integrity, and respect for others. It is regarded as a fundamental virtue essential for individual development and societal harmony.

Keywords: Concept of Haya, Modesty, Character Building, Iqbal

"حیا" کا مفہوم

"برا کام کرتے وقت لوگوں کی ملامت اور مذمت کے خوف سے انسان کا سمٹنا ' سکڑنا، یعنی کام سے دوری اختیار کرنے کو حیا کہتے ہیں۔ حیا بے باکی اور بزدلی کی ایک درمیانی حالت ہوتی ہے۔ چونکہ بے باک شخص دلیری کے ساتھ برے کام کرتا ہے اور بزدل شخص ہر کام ڈر کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے، چاہے وہ برا ہو یا اچھا۔ حیا کا لفظ نیک اعمال کو اچھے انداز میں کرنے پر بھی بولا جاتا ہے"۔

"حیا" کے فوائد

حیا کے کئی فوائد ہیں۔ حیا ہونے کی وجہ سے انسان، دوسروں کو کو دیکھ کر برا کام چھوڑ تا اور نیک اعمال کرنے لگتا ہے۔ حیا میں دوعالم کی کامیابی ہے۔ کیونکہ حیا کے ذریعے بندۂ مومن ایمان واسلام پر قائم رہتا ہے۔ پھر جو شخص ایمان واسلام پر قائم رہا اس نے یقیناً دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کی۔ کیونکہ ایسے باحیا شخص کو اللہ بھی عذاب دینے سے حیا کرتا ہے۔

"حیا" کی اہمیت

حیا کے ذریعے جس انسان کی ضروریات اور خواہشات پوری ہوں، تو اسے مہذب انسان کہتے ہیں۔ حیا وہ واحد طریقہ ہے جس سے انسان بغیر کسی ظاہری رکاوٹ کے، کسی برے کام سے رُکا رہتا ہے۔ اور جب کسی میں شرم وحیا نہ رہے تب وہ اپنے نفس کی گرفت میں آجاتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہے تو اس سے شرم وحیا چھین لیتا ہے[1]"۔

معاشرہ چونکہ اصل میں افراد سے تشکیل پاتا ہے۔ اور افراد ہی ملت ومعاشرے کی ترقی وتنزلی کے ضامن ہوتے ہیں۔ یہی افراد اگر اعلیٰ صفات سے سنور جائیں تو معاشرہ بھی عروج کی طرف سفر کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح افراد کی اخلاقی پستی معاشرہ، ملت اور بالآخر انسانیت کی ناکامی اور نامرادی کا سبب بنتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ذات کی تباہی وہلاکت کر رہا ہے تو وہ تباہی صرف افراد تک محدود نہیں رہتی۔

1 ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (م:273ھ)، السنن (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009)، أبواب الفتن، باب ذهاب الأمانة، رقم الحدیث:4054، ج5 ص177۔

"حیا" خالق کائنات کی صفت

حیا اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ اور تمام نیک بندوں کی صفت ہے۔ اور مسلمان ہونے کی وجہ سے ہمیں اللہ کے رنگ میں رنگ جانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ کے رنگ میں رنگ جانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ حقیقت میں اللہ کی صفات جیسی بلندیاں انسان کے اندر تو پیدا ہونا ممکن ہی نہیں۔ مگر انسان اپنے اندر ان اچھی صفات کی جھلک پیدا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارا رب جس طرح اپنے بندوں پر رحیم و کریم ہے، تو ہمیں بھی مخلوقِ خدا کے ساتھ اچھا سلوک کر کے رحم اور کرم کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

اللہ پاک حیا کرتا ہے، تو ہمیں بھی باحیا ہونے کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اللہ پاک بوڑھوں کی دعا رد کرتے ہوئے حیا کرتا ہے، ہمیں بھی چاہئے کہ بوڑھوں اور عمر رسیدہ لوگوں کا خیال رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جو بوڑھا شخص اچھے کام اور پابندی سے سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرتا ہو، اللہ تعالیٰ کو اس سے حیا آتی ہے کہ وہ (بوڑھا، اللہ سے) کوئی سوال کرے اور اللہ اس کو نہ دے"[2]۔

مظاہر حیا میں سے ہے کہ اللہ پاک ایمان کی سلامتی کے ساتھ بڑھاپے میں فوت ہونے والے بندوں کو عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے: جو اللہ کا بندہ اور بندی ایمان کی سلامتی کے ساتھ بوڑھے ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے[3]۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم لوگوں کو مرنے کے بعد اچھے الفاظ میں یاد کریں، ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ ان کو برائی کے ساتھ ہر گز یاد نہ کریں، کہ اللہ بھی انہیں عذاب دینے سے حیا کرتا ہے۔

اسی طرح جو شخص اللہ کے آگے اپنی حاجت رکھ کر ہاتھ پھیلاتا ہے، تو اللہ کو حیا آتی ہے کہ وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔ حدیث شریف میں ہے: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک تمہارا رب حیادار کریم ہے جب بندہ اس کی طرف دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے"[4]۔

---

2 «إِنَّ اللهَ عز وجل يَسْتَحيِي مِنْ ذِي الشَّيْبَةِ إِذا كانَ مُسَدَّدًا لَزُومًا للسُّنَّة أَنْ يَسْأَلَهُ فَلا يُعْطِيَهُ» جلال الدین سیوطی (م:911ھ)، جمع الجوامع المعروف بالجامع الکبیر (قاہرہ: الازہر الشریف، 2005ء)، رقم الحدیث: 5265، ج2 ص260۔

3 ایضاً، رقم الحدیث: 5269۔

4 ابوداود سلمیان بن اشعث ازدی سجستانی (م:275ھ)، السنن (مصر: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، كتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم الحدیث: 1488۔ ج2 ص610۔

اس لیے کوشش کریں کے ان نیک اعمال کو ترک نہ کیا جائے کہ فلاح اور کامیابی اسی میں ہے۔

"حیا" چند توجہ طلب امور

لفظ حیا کے اندر چونکہ رک جانے کے معانی پائے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں خصوصاً تعلیم تدریس سے متعلقہ افراد چند غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دورانِ تعلیم وتربیت اساتذہ کا طلبہ سے، اور طلبہ کا اساتذہ سے سوال کرنا حیاء کے زمرے میں نہیں آتا، اس شرط کے ساتھ کہ سوال کرنے کا مقصد حصولِ علم، مسائل کو گہرائی کے ساتھ سمجھنا اور حقائق تک پہنچنا ہو۔

اسی طرح اگر کوئی شخص جسے یہ خصوصیت حاصل ہو کہ اس کا اندازِ گفتگو عام لوگوں سے قدرے بہتر ہے، اسے اپنی فصاحت وبلاغت اور اپنے منصب ومرتبہ کو چھوڑنے میں حیا وشرم محسوس نہیں کرنی چاہئے بلکہ ترغیب دلانے اور حقائق کی تفہیم کے لئے مخاطب کی ذہنی سطح کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت بھی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق مثالیں بیان کرتا ہے۔

یہاں اس بات کی احتیاط لازمی ہے کہ سیکھنے سکھانے میں آداب کو لازمی سامنے رکھا جائے۔ طالب علم پر اساتذہ اور علماء کرام کا ادب، جبکہ چھوٹوں پر عمر رسیدہ افراد کی عزت واحترام کرنا لازم ہے۔ ادب کے دائرہ میں رہ کر سوال وجواب کرنے میں عار وحیا نہ کی جائے۔ اسی طرح اگر کسی جزوی مسئلے میں اختلاف ہو جائے یا مختلف نقطہ نظر ہو تو با ادب اور مہذب طریقے سے بحث ومباحثہ میں حصہ لیا جائے۔ کہ بے ادبی کی وجہ سے لوگ اللہ کے فضل وکرم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ حضرت مولانا رومؒ، رب تعالیٰ سے ادب طلب اس انداز سے کرتے ہیں:

از خدا جوییم توفیق ادب   بے ادب محروم گشت از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد   بلک آتش در ہمہ آفاق زد

ترجمہ: (ہم اللہ تعالیٰ سے حُصولِ ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب رب تعالیٰ کی نرمی (لطف) سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب نہ صرف اپنے آپ کو بُرے حالات میں رکھتا ہے بلکہ اس کی بے ادبی کی آگ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے)

صاحبانِ "حیا"

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ حیا ایک اعلیٰ ترین صفت ہے۔ انسان اور دوسرے جان داروں کے درمیان فرق بھی حیا کے ذریعے ممکن ہے۔ حیا ایسی صفت ہے جس کی وجہ سے بندۂ مومن قبیح، اور ناپسندیدہ حرکات سے محفوظ رہ کر فطری ضرورت کے مطابق، اچھے انداز سے سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے، اور مہذب طریقے سے زندگی بسر کرتا ہے۔ اس طرح انسان اپنے نفس پر قابو کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اسے اللہ پاک کی طرف سے دیئے ہوئے ضابطۂ اخلاق کا پابند کر لیتا ہے۔

انبیاء کرام، اہل بیت اطہار، صحابہ کرامؓ، اور تمام بزرگانِ دین، اور اسلاف امت کا یہی طریقہ رہا ہے۔ سیدۂ کائنات بی بی فاطمۃ الزہراؓ، امہات المؤمنینؓ جیسی سراپا عفت وپرہیز شخصیات امتِ مسلمہ کی بیٹیوں کے لئے عملی نمونہ بن کر سامنے آئیں۔ مَردوں میں سیدنا عثمان غنیؓ نے صفتِ حیاء کو معراج بخشی، کہ ملائکہ بھی آپ سے حیا کرتے تھے۔

"حیا" اور شکوۂ اقبالؒ

حضرت علامہ اقبالؒ حیا کو امت کے عروج کا سبب جانتے ہیں۔ آپؒ نے جب تمثیلی انداز سے مسلمانوں کی زبانی اللہ سے شکایت کی اور مسلمانوں کی ذلت ورسوائی، اور امت کی بے قیری کا شکوہ، اللہ سے کیا۔ تو جواب میں آپؒ نے خود ہی ایک کامیاب مسلمان کی اوصاف بیان کیں، جو دورِ حاضر کے مسلمانوں میں ناپید ہو چکی ہیں۔ جواباً کہتے ہیں کہ ہاں درست بات ہے کہ وہ تمہارے بزرگان بھی مسلم تھے تم بھی مسلم ہو۔ مگر تمہارے بزرگوں کا معزز اور باتوقیر ہونا، حق گوئی، عدل وانصاف اور حیا سے نم ناک (یعنی سراپا حیا) ہونے جیسی اعلیٰ صفات کے سبب تھا۔ یہ صفات اقوام کے لئے میزانِ عزت وتوقیر اور کامیابی وکامرانی (Scale of reputation and success) ٹھہریں۔ جس قوم میں یہ فطری اوصاف ناپید ہوں، اس قوم کا مقدر سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ نہیں۔

ہمارے اسلاف کا طرز علم بتاتے ہوئے اقبال گویا ہے:

شجر فطرتِ مسلم تھا حیا سے نم ناک   تھا شجاعت میں وہ اک ہستیِ فوق الادراک[5]

---

5 علامہ محمد اقبال، بانگ درا (اکادمی، 2018)، ص232۔

آپؒ "جاوید کے نام" نظم میں نوجوانِ ملت کو عزت و توقیر کی حفاظت کا نسخہ حیا کو قرار دیتے ہیں۔ جہاں اپنے بیٹے جاوید کے ذریعے تمام جوانوں کو دعائیہ پیغام دے رہے ہیں، کہ خدا نوجوان کی ذات (Personality) بے آبروئی، بے حیائی اور قبیح حرکات سے بے داغ رکھے:

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ [6]

"حیا" اور خودی سازی (PERSONALITY DEVELOPMENT)

دنیا میں مردِ مومن کے اہداف میں ایمان کی سلامتی اور اپنی ذات کو نیک اعمال اور صفات میں ڈھالنا اور بری صفات سے محفوظ رکھتے ہوئے آگے بڑھنا ہوتا ہے۔ یہ تمام اہداف صرف ایک وصف کو اپنے اندر پیدا کرنے سے بآسانی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ کہ حضور نبی اکریم ﷺ نے حیا کو ایمان کا جز بتایا ہے اور جس میں حیا نہیں اسے ایمان و جنت سے دور قرار دیا ہے۔ حیاء کی وجہ سے مرد مومن کی گفت وشنید اور اس کی حرکات و سکنات میں اسوۂ حسنہ کی جھلک نظر آنے لگتی ہے۔ جس سے مرد مومن کا باطن بھی سنورنے لگتا ہے۔ نتیجتاً اللہ کے دیدار کے لئے جنت کا حصول اور دنیا میں خدائی مخلوق کی نظر میں بھی پرکشش اور لائق عزت و توقیر بن جاتا ہے۔

"حیا" دورِ حاضر میں

صفت حیا جس کے ذریعے ایمان، اسلام کی سلامتی، دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی، اور دیدارِ الٰہی، اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور جس سے فرد کی خودی سنورنے لگتی ہے، امت کا عروج وزوال وابستہ ہے۔ ایسی عظیم صفت سے ہمارے معاشرے خاص کر آئندہ نسل کو دور رکھنے کی منظم کوششیں کی جارہی ہیں۔ ہمارے اخبارات، ماہنامہ رسائل، ٹی وی چینلز جن پر خاص طور پر مارننگ اور ٹاک شوز جن کا کام در حقیقت، ادب کے ذریعے قوم کی فکری و اخلاقی تربیت تھا۔ وہ بے حیائی، بے راہ روی، اور بے آبروئی جیسی بری اوصافِ کو پھیلانے جیسے جرم میں ملوث ہیں۔ دوسری جانب مقتدر ادارے اور حلقے مجرمانہ بے خبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں، جس سے اقبالؒ کے شاہین کی جوانی بری عادات سے "داغ" آلود اور متاثر ہو رہی ہیں۔

---

6 ایضاً، ص 323۔

موجودہ زمانے میں جانوروں کی نسل ختم ہونے، جسمانی بیماریوں سے آگہی اور آثارِ قدیمہ کی حفاظت کا درس دیا جاتا ہے۔ قومی اور عالمی سطح ان امور پر آواز بلند کرنا اور آگہی مہم چلانا یقیناً ایک اچھا کام جن سے مادی اور جسمانی حفاظت ممکن ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم مادی اور جسمانی امور سے بڑھ کر اخلاقی اور روحانی اوصاف کی بقا اور ان کے ختم ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کے متعلق سوچیں، اور قومی اور عالمی سطح پر آگہی مہم کے ساتھ افراد کے لئے ایسا ماحول پیدا کریں جہاں بقائے انسانیت کے لئے لازمی قرار دیئے گئے "حیا" پر عمل پیرا ہونا آسان بننے کے ساتھ ساتھ باعث فخر ہو سکے۔

کیونکہ مملکت خدا داد پاکستان کے قیام کے کچھ مقاصد واہداف تھے جن میں اہم ترین مقصد لوگوں کے لئے "اسلامی طرز زندگی" میں سہولت فراہم کرنا بھی تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ریاست وافراد کو یکجا اور یک جہت ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں سیدۃ فاطمۃ الزہرہؓ اور سیدنا عثمان غنیؓ کے حیا سے متصف فرمائے اور ہماری آئندہ نسلوں کو اُن اوصافِ حمیدہ سے متصف کر دے جو ہمارے اسلاف کے لئے معراجِ عزت وتوقیر، اور کامیابی وکامرانی کا باعث رہیں۔